محمد جعفر شاہ پھلواروی

ہندو فقہ اکبر

منودھرما شاسترا

حکومت ہند کی مجلس روابط ثقافیہ یعنی (Indian Council for Cultural Relations)
کا سہ ماہی آرگن عربی زبان میں ثقافۃ الھند کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ اس وقت ستمبر کا پرچہ میرے سامنے ہے۔
اس میں ایک بڑا کارآمد مقالہ مذکورۂ بالا عنوان سے شائع ہوا ہے ہم اس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں لیکن اسے جس
نقطۂ نظر سے پڑھنا چاہیئے۔ اسے پہلے سامنے رکھئے :۔

پڑھنے سے پہلے :۔ ہمارا مقصد اصلی تو صرف اسلامی ثقافت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنا ہے پس یہاں ایک
غیر اسلامی فقہ کا ذکر کرنے سے ہماری غرض صرف یہی ہے کہ اسلامی فقہ کی برتری بیک نظر معلوم ہو جائے۔

یہ بھی واضح رہے کہ ہندو شریعت کا جو خلاصہ "ثقافۃ الھند" میں شائع کیا گیا ہے وہ اصل ہندو فقہ کی بدلی ہوئی
شکل —— بلکہ زیادہ صحیح لفظوں میں بہت اصلاح یافتہ شکل —— ہے۔ اصل ہندو شریعت تو ایک ایسی اعجوبۂ روزگار چیز ہے
جس کو مہذب دنیا کے سامنے پیش کرنا بڑی جرأت کا کام ہے۔ "ثقافت الہند" کے کارکنوں نے یہ بڑا اچھا کیا کہ ناگفتہ بہ حصوں کو
حذف کر کے صرف وہی حصے چھانٹ لئے جن کو پڑھنے کے بعد یہ محسوس ہو کہ اصلی ہندو فقہ یہی ہے جو ایک مرتب شکل میں موجود ہے
حالانکہ حقیقت یوں نہیں۔ اسمیں بیشمار چیزیں چھوڑ دی گئی ہیں اور جو کچھ لیا گیا ہے اسمیں اتنا اختصار کیا گیا ہے کہ اس شریعت کی اصل
صورت مسخ سی ہو گئی ہے۔ اچھوتوں یا عورتوں کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اصل حقیقت سے بہت کم ہے۔ پھر اسمیں ان توہمات کا
بھی ذکر نہیں جو برہمنوں کا روحانی و سیاسی اقتدار قائم رکھنے کے لئے داخل شریعت کئے گئے ہیں۔ نیز ان بیشمار جنسی داستانوں کا بھی
کوئی ذکر نہیں جن پر بہت سے مسائل فقہیہ کا دارومدار ہے۔ کارکنان ثقافۃ الھند کی یہ کارگزاری قابل داد ہے کہ انھوں نے
دور نیم وحشت کی یادگار کو نہایت منظم اور خوبصورت شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان تمام کوششوں کے باوجود آپ بادنیٰ
تامل یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اسلامی شریعت بلاشبہ ایک برتر و فائق اور ایک ایسی ترقی یافتہ شریعت ہے جو ہر زمان و مکان کا ساتھ دینے کی لچک رکھتی ہے

ہندو ثقافت میں ایک بڑی دشواری یہ بھی ہے کہ اس میں "تاریخیت" کا عنصر برائے نام ہے اور "داستانیت" کا عنصر غالب ہے۔

ثقافت الہند کے کارکن خود آغاز مضمون میں لکھتے ہیں کہ :

"منودھرما شاسترا اتنی قدیم کتاب ہے کہ نہ اس کا زمانہ تالیف معلوم ہے، نہ اس کے مؤلف کا نام"۔

مؤلف کی تعیین میں جو اختلاف ہے اس کا پتہ آگے کے ان جملوں سے ہو سکتا ہے کہ :۔

"عام طور پر ہندو قوم کا یہ خیال ہے کہ یہ کتاب یا تو کسی ایسے انسان کی تالیف ہے جو اس زمین پر سب سے پہلے وجود میں آیا یا کسی ایسے فرمانروا کی تالیف ہے جو نوعِ بشر کا سب سے پہلا فرمانروا تھا۔ یا پھر یہ کسی ایسے عارف باللہ کی تالیف ہے جس نے بہت ہی قدیم زمانے میں اوّل اوّل بذریعۂ الہام اسے حاصل کیا۔"

مسلمان قوم میں قرآن، احادیث اور کتب فقہ کے متعلق اس طرح کی پیچیدگی آپ نہیں پائیں گے۔ یہاں صرف مصنف و مؤلف ہی کا نام زمانہ جگہ اور پوری تاریخ ہی موجود نہیں بلکہ یہ بھی معلوم ہے کہ کس کتاب کا کیا مقام ہے اور کس قسم کے مسائل کا کیا درجہ ہے۔ یہی حال ہندو ثقافت میں فنِ تاریخ کا ہے۔ فاتحین اور مصلحین کی داستانیں تو موجود ہیں لیکن کسی کا کوئی زمانہ و تاریخ متعین کرنا دشوار ہے۔

ان تمام باتوں کے باوجود یہ امر ہمارے لئے باعث مسرت ہے کہ پیش نظر ہندو فقہ اکبر میں بعض عقلی و اخلاقی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انہیں ہندو قوم اپنالے تو اسکی ثقافت میں عالی ظرفی اور وسعتِ حوصلہ پیدا ہو سکتی ہے اور انسانی مساوات کی اصلاحی تعلیم سے یہ قوم بھی مستفید ہو سکتی ہے۔

بہرکیف اب اصل مقالے کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

منو دھرم شاستر کا زمانہ اور اسکی حیثیت

منو دھرما شاستر (MANU DHARMA SASTRA) ایک ایسی جامع کتاب ہے جس پر اعتماد بھی کیا گیا ہے اور اس پر عمل بھی کیا جاتا رہا ہے۔ اسمیں وہ شرائع و قوانین ہیں جن کی تمام ہندو فرقے پیروی کرتے ہیں۔ یہ کتاب اتنی قدیم ہے کہ نہ اس کا زمانہ تالیف معلوم ہے نہ اسکے مؤلف کا نام۔ عام طور پر ہندو قوم کا یہ خیال ہے کہ یہ کتاب یا تو کسی ایسے انسان کی تالیف ہے جو اس زمین پر سب سے پہلے وجود میں آیا، یا کسی ایسے فرمانروا کی تالیف ہے جو نوعِ بشر کا سب سے پہلا فرمانروا تھا۔ یا پھر یہ کسی ایسے عارف باللہ کی تالیف ہے جس نے بہت ہی قدیم زمانے میں اوّل اوّل بذریعۂ الہام اسے حاصل کیا۔ بہرکیف اسمیں شک نہیں کہ یہ کتاب بیحد قدیم ہے۔ اس کا ذکر ان مؤلفات میں بھی آتا ہے جن کا تعلق ساتویں صدی قبل مسیح سے ہے۔

اسمیں جو شرائع و قوانین ہیں وہ خود اس کتاب سے بھی پہلے کے ہیں لیکن یہ ضرور ہوا ہے کہ بعد کے زمانوں میں کافی اضافات کئے جاتے رہے ہیں، حتی کہ بعض ایسے واقعات بھی اس میں ملتے ہیں جو گوتم بدھ کے زمانے میں ہوئے۔ اسکے باوجود یہ کتاب خاص توجہ کی مستحق ہے جسکی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو اسکی قدامت ہے اور دوسرے یہ کہ اس میں ایسے شرائع موجود ہیں جن سے دیندار ہندو قوم آج تک کنارہ کش نہیں ہو سکی۔

آریائی تمدن کی حدود: اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ آریائی تمدن اس کتاب کی تالیف کے وقت جنوبی ہند میں نہیں پھیلا تھا بلکہ صرف شمالی ہند اور وسطی ہند میں محدود تھا اور تمام بلاد سیاسی حیثیت سے مختلف چھوٹی بڑی ریاستوں میں منقسم تھے جن میں بعض پوری آزاد تھیں اور بعض نیم آزاد۔ بعض علاقے چھوٹی چھوٹی جمہوری انداز کے بھی تھے جو بڑی مملکتوں کے زیر سایہ امن کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔

آریوں کا نظام حکومت: تمام گاؤں اپنے معاملات میں خود مختار تھے۔ ہر دس گاؤں پر بادشاہ کی طرف سے ایک نگراں مقرر تھا اور ہر بیس اور سو اور ہزار گاؤں کا ایک شاہی حاکم ہوتا تھا۔ یہ حکام گاؤں والوں کے اندرونی معاملات میں دخل نہیں

دیتے تھے بلکہ ان کا اصلی فرضِ منصبی یہ تھا کہ جنگ کے وقت ان ہی گاؤں سے سپاہیوں کو جمع کر کے لشکر تیار کریں اور خزانہ شاہی کے لئے خراج وغیرہ اکٹھا کریں۔ گاؤں کے شاہی عمال کو تنخواہیں نقدی کی شکل میں نہیں ملتی تھیں بلکہ جنس کی شکل میں ملتی تھیں یعنی ہر عامل کو اس کی ضرورت کے مطابق کھانا، پینا اور کپڑا وغیرہ ملتا تھا۔ دس گاؤں کے عامل کو اتنی زمین دی جاتی تھی جو اس کے خاندان کے لئے کافی ہو اور اسی انداز سے ہر عامل کو اس کے اعلیٰ منصب کے مطابق زیادہ گزارہ دیا جاتا تھا۔ چنانچہ ہزار گاؤں کے عامل کے گزارے میں ایک بڑے گاؤں کی آمدنی دی جاتی تھی۔

تقسیم عمل: بادشاہ کا گزارہ مملکت میں سب سے زیادہ ہوتا تھا۔ رعایا کے حقوق کی محافظت اور ان کے آرام کا قیام بادشاہ کے فرائض میں داخل تھا۔ حکومت اور فیصلوں میں بادشاہ کے مشیر اور وزراء معاونت کرتے تھے۔ وزارتِ مال بادشاہ ہی کے سپرد ہوتی تھی اور وہی یہ خراج اور چونگی کو اکٹھا کرانے کا ذمہ دار تھا۔ قانون کی نگرانی بھی بادشاہ ہی کے سپرد تھی۔ وزارتِ دفاع اور محکمہ پولیس کسی دوسرے شہری کے سپرد ہوتی۔ کمانڈر انچیف کی ڈیوٹی صرف یہ ہوتی کہ جب جنگ درپیش ہو تو وہ ملٹری کمان کو سنبھال لے۔ اس کے علاوہ اس کا اور کوئی کام نہ تھا۔

ہندو سوسائٹی: ہندو سوسائٹی آج کی طرح اس وقت بھی چار طبقوں میں منقسم تھی۔ برہمن، کشتری، ویس اور شودر۔ ہر طبقے کے اعمال و فرائض مخصوص قسم کے تھے یعنی برہمن کا فرض یہ تھا کہ وہ تعلیم حاصل کرنے اور تعلیم دینے میں اور لوگوں کی دینی راہنمائی کرنے میں مشغول رہے۔ معلم بھی وہی ہوتا اور کاہن بھی وہی، جج بھی وہی اور رئیس الوزراء بھی وہی۔ کھتری کا فرض یہ تھا کہ وہ تعلیم حاصل کرے، قربانیاں گزرانے، صدقات کا انفاق کرے اور اپنے وطن و قوم کی مدافعت میں ہتھیار سنبھالے رہے۔ ویش کے ذمے یہ فریضہ تھا کہ وہ زراعت و تجارت کر کے دولت اکٹھا کرے اور اسے علمی و دینی اداروں پر صرف کرے۔ اور شودر کی ڈیوٹی یہ تھی کہ ان تینوں اونچے طبقوں کی خدمت کرتا رہے۔

غلامی کا رواج: اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلامی کا رواج تمام بلاد میں موجود تھا۔ غلام عموماً تین قسم کے ہوتے تھے۔ ایک تو جنگی قیدی، دوسرے وہ لوگ جو اپنی غربت کی وجہ سے اپنے آپ کو بیچ ڈالتے تھے اور تیسرے وہ لوگ جو اپنا قرض نہ ادا کر سکنے کی وجہ سے غلامی قبول کر لیتے تھے۔

عورتوں کے حقوق: عورتوں کو بے شمار حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا حتیٰ کہ ان حقوق سے بھی جو منو دھرما شاستر کے عہد میں عورتوں کو حاصل تھے۔ حصولِ علم کا دروازہ ان پر بند تھا اور وہ وید مقدس نہیں پڑھ سکتی تھیں۔ ان کی انفرادی مستقل ہستی ان سے سلب کر لی گئی تھی۔ ان کو یہ حکم تھا کہ شادی سے پہلے اپنے باپ کے زیر سایہ رہیں اور شادی کے بعد شوہر کی حمایت میں رہیں اور بیوہ ہو جائیں تو اپنے فرزندوں کے زیر نگرانی رہیں۔

زندگی کے چار مدارج: ہندو شریعت نے تینوں اونچے طبقے (برہمن، کھتری اور ویش) کے افراد کی زندگیوں کے چار مدارج ضروری قرار دیئے ہیں۔ ایک تعلم و تعلیم، دوسرے تاہل، تیسرے ترک دنیا کی تیاری اور چوتھے ترک دنیا یا رہبانیت۔

عہدِ منوجی کا تمدّن: منوجی کے عہد میں مُلک نے خاصی ترقی کی تھی - وہاں شہری زندگی بھی تھی اور دیہاتی زندگی بھی۔ ان دونوں کا ہم آگے ذکر کریں گے - اس دور کے گھر مٹی، اینٹ، پتھر اور لکڑی سب طرح کے ہوتے تھے - یک منزلہ، دو منزلہ، سہ منزلہ اور چہار منزلہ بھی ہوتے تھے -

غذائیات: آج کی طرح اُس وقت بھی کاشتکاری کا مشغلہ بڑی اہمیت رکھتا تھا، روئی، جو، گیہوں، چاول، سمسم، گنے اور سبزیوں کی کاشت ہوتی تھی - سال میں دو بار یعنی ربیع اور خریف میں کٹائی کی جاتی تھی - حکومت کاشت کی نگرانی کرتی تھی اور جو دانوں یا غلوں میں ملاوٹ کرتا اس سے باز پُرس کرتی - حکومت پیداوار کا عشر مزروعہ زمین کی حیثیت کے مطابق چوتھائی آٹھواں یا دسواں حصہ وصول کرتی -

تجارت: لوگ مویشی میں بھینس، گائے، بھیڑ بکری پالتے اور دُودھ گھی اور اون کی تجارت کرتے تھے -

صنعت: صنعتیں مختلف اور اعلیٰ قسم کی ہوتی تھیں اور ہر کاریگر کے لئے مہینے میں ایک دن مقررہ اجرت پر شاہی کاموں کے لئے نکالنا ضروری تھا - تجارت میں بھی ملک نے خاصی ترقی کی تھی اُن کا معاملہ نقدی کے ذریعے بھی طے ہوتا اور مبادلے کے ذریعے بھی - حکومت تاجروں کے مشورے سے نرخ مقرر کرتی اور جو لین دین میں اس کی خلاف ورزی کرتا اسے حکومت سزا دیتی تھی -

بینکنگ: بینکوں کا بھی رواج عام تھا - یہ بینک مالی امداد دیتے تھے اور سود وصول کرتے تھے جو پندرہ فی صد سے زائد نہ ہوتا تھا - ہنڈی کا عام رواج تھا جو بینک کی معرفت جاری ہوتے تھے اور ہر سال اس کی تجدید ضروری ہوتی تھی -

منو دھرم شریعت کا خلاصہ: کتاب (منو دھرم ساسترا) کے مضامین مشتملہ پر یہ ایک طائرانہ نگاہ تھی - اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے بعض قوانین کا خلاصہ اقتباسی شکل میں پیش کیا جائے -

بچپن

نومولود بچے کو اس کی نال کاٹنے سے پہلے اور وید کی آیات تلاوت کرنے کے بعد وہ لعوق چٹایا جائے جس میں سونے کے ورق، شہد اور گھی ملا ہوا ہو -

پیدائش کے گیارہویں یا بارہویں دن بچے کا نام رکھا جائے - برہمن بچے کے نام ایسے ہوں جن کے معنی میں خوشی و مسرت کا پہلو پایا جائے - کھتری ہو تو اس کے نام میں ایسا لفظ ہو جس میں شجاعت و قوت کے معنی پائے جاتے ہوں - اگر بچہ ویش کا ہو تو اس کے نام میں ثروت و غنا کا مفہوم ہونا چاہیے اور اگر شودر ہو تو اس کا نام ایسا ہونا چاہیے جس سے ذلت و اہانت ٹپکے -

اگر نومولود لڑکی ہو تو اس کا نام ایسا ہونا چاہیے جس میں نرمی اور مٹھاس ہو اور اس کا ادا کرنا آسان ہو اور اس میں بہجت ہو -

جب بچہ چار ماہ کا ہو جائے تو اسے گھر سے باہر لانا چاہیئے اور چھ ماہ کے بعد کھانے کی کوئی چیز اس کے سامنے رکھنی چاہیئے -

عقیقہ پہلے یا دوسرے سنہ پیدائش میں ہو -

عبادت رزق (بھوجن پوجن) ہر روز ضروری ہے اور اس کی تحقیر کسی حال میں بھی جائز نہیں بلکہ آدمی جب کھانا کھائے تو ان

الفاظ میں مناجات کرے کہ "یہ نعمت مجھ پر ہمیشہ رہے۔"

دن اور رات کے ملاپ کے وقت کھانا نہ کھانا چاہیئے۔ کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا ضروری ہے۔

زیادہ کھانا مضرِ صحت ہے اور عمر کو بھی گھٹاتا ہے اور جنّت سے دُور کر دیتا ہے اور دُنیاوی زندگی میں شہرت و نیکنامی کو بھی خراب کرتا ہے۔

عورت سے مراسم دینی کے مطابق ہی شادی کرنا ضروری ہے۔ عورت کا دین شوہر کی اطاعت ہے اور خانہ داری میں مشغول رہنا اس کی نجات کی ضمانت ہے۔

تعلیمی دَور

طالب علم کے لئے اُستاذ کا ادب لازمی ہے۔ سبق سے پہلے اور بعد میں اسے اپنے اُستاذ کے پاؤں کو ہاتھ لگانا چاہیئے۔

برہمن کو ہر ذی روح سے محبت رکھنی چاہیئے۔ اس کی بہترین عبادت اپنے دل میں حمدِ الٰہی کرتے رہنا ہے۔ جو شخص اپنے نفس پر قابو پالے وہ اپنے ان تمام حواس پر قابو حاصل کر لیتا ہے جو اسے شر کی طرف لے جاتے ہیں نفسِ امّارہ تو بُرائی ہی پر ہر وقت اُبھارتا رہتا ہے۔ نفس کبھی قانع اور سیر نہیں ہوتا بلکہ مقصود پا لینے کے بعد اس کی ہوس اور بڑھ جاتی ہے۔

اگر ایک شخص کو ہر شئے مل جائے تو اس سے وہ آدمی بہتر ہے جس کی تمام چیزیں قبضے سے نکل جائیں۔

علم عالم سے (بزبانِ حال) یہ کہتا ہے، کہ میں تیری دولت ہوں لہٰذا میری حفاظت کر اور جو اس کا اہل نہ ہو اسکے حوالے مجھے نہ کر۔

جب تم بڑے لوگوں (اکابر) کو بیٹھا دیکھو تو ان کو سلام کرو اور اپنا نام بتادو۔

جب تم کسی ایسی عورت کو مخاطب کرو جسے غیر رشتہ دار ہونے کی وجہ تم پہچانتے نہ ہو تو اسے بہن کہہ کر مخاطب کرو۔

ماموں، چچا، سُسر، کاہن اور معلّم تم سے سن میں چھوٹا بھی ہو تو اسے سلام کرو۔

خالہ، ساس اور استانی (زوجۂ استاذ) کا احترام کرو کیونکہ یہ سب تمہاری ماں جیسی ہیں۔

پھوپی، خالہ اور بڑی بہن بمنزلۂ والدہ ہوتی ہے اگرچہ والدہ ان سب سے افضل ہے۔

جسے اللہ نے مال یا علم یا توفیقِ عمل دی ہو یا قرابت میں یا عمر میں بڑا ہو اس کا احترام واجب ہے۔ اور جو نوّے سال کا ہو جائے، وہ اگرچہ شودر قوم کا ہو لیکن وہ بھی ایسے ہی احترام کا مستحق ہے۔

جو شخص تمہیں وید کا علم سناتا ہے وُہ بھی تمہارے ماں باپ جیسا ہے لہٰذا کبھی اس سے عناد نہ رکھو۔ تمہارا استاذ تمہارے والدین سے بھی افضل ہے، کیونکہ والدین جو جسمانی آسائش پہنچاتے ہیں وہ زندگی کی معین مدّت ہی تک باقی رہتی ہے لیکن اُستاذ تمہیں جو زندگی دیتا ہے اس کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔

جو تمہیں تعلیم دیتا ہے وُہ اگر تم سے سن میں چھوٹا بھی ہو تو وہ تمہارا استاذ ہے۔ تم نے یہ سُنا نہیں ہے کہ انگرا کے فرزند نے اپنے چچا کو تعلیم دیتے وقت جب "اے میرے بیٹے" کہہ کر مخاطب کیا تو چچا اپنے بھتیجے پر ناراض ہُوا اور دیوتاؤں سے اسکی شکایت کی دیوتاؤں نے جواب دیا کہ تیرے بھتیجے نے سچی بات کہی ہے کیونکہ متعلم فرزند اور معلّم باپ ہوتا ہے۔

بڑا وہ نہیں جس کی عمر طویل ہو اور بال پک جائیں یا بڑی دولت ہاتھ آجائے یا اس کے رشتے دار بہت سے ہوں بلکہ حقیقت میں بڑا وہ ہے جس نے خوب علم حاصل کیا ہو۔ اہل علم اگر سن و سال میں چھوٹا بھی ہو تو وہ اپنے علم کی وجہ سے بڑا ہی ہوتا ہے۔

لکڑی کا بنا ہوا ہاتھی اور کھال کا بنا ہوا ہرن اور احمق برہمن تینوں عقلا کے نزدیک یکساں ہیں۔

بے علم برہمن ایسا ہی ہے جیسے عورتوں میں ہیجڑا یا بہت سی گایوں میں ایک گائے۔ بانجھ پن میں یہ سب برابر ہیں۔

کوئی کام ایسا نہ کرو جس سے کسی ذی روح کو اذیت ہو۔ اگر تم دین دار ہو تو شیریں کلامی کو اختیار کرو۔

جس کے دل میں استقامت اور زبان میں مٹھاس ہو وہی فلسفۂ دین سے استفادہ کر سکتا ہے۔

کسی کی دل آزاری کرنے والا لفظ زبان سے نہ نکالو اگرچہ تمہاری دل آزاری کی گئی ہو۔ کسی سے حسد بھی نہ کرو کیونکہ حسد تمام نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

طالب علم کے لئے نفس پر قابو پانا ضروری ہے۔ اسے ہر روز غسل کر کے ایسے دل سے بھگتی کرنی چاہیئے جو افکار دنیا سے خالی ہو۔ اس طرح اس کی روحانیت ترقی پذیر ہو گی۔

طالب علم کو مٹھائیوں سے، گوشت سے، خوشبو سے، عورت سے اور قتل نفس سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔

اسی طرح اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے جسم پر کوئی عمدہ خوشبو نہ ملے، سرمہ نہ لگائے، جوتا نہ پہنے، چھتری نہ لگائے، اور اپنے دل میں شہوانی خیالات، غصے اور لالچ کو کوئی جگہ نہ دے۔ یوں ہی اسے ناچ گانے، جوئے، لڑائی، چغلی سے پرہیز کرنا چاہیئے اور عورتوں کی طرف دیکھنے سے اور کسی انسان سے کینہ رکھنے سے بھی بچنا چاہیئے۔ وہ تنہا سویا کرے استمنا بالید نہ کرے کیونکہ ایسا کرنے والے اللہ کے نزدیک بڑے گنہگار ہوتے ہیں۔ اگر اسے بدخوابی (احتلام) ہو جائے تو علی الصباح ہی غسل کرے اور سورج کی طرف رخ کر کے تسبیح کرے۔

طالب علم کو حصول رزق کیلئے کوئی اہتمام نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ سائل بن کر اپنی روزی حاصل کرے اور ان ہی لوگوں سے مانگے، جو دینی فرائض کو ادا کرتے ہوں۔ وہ اپنے خاندان والوں سے یا اپنے استاذ اور بھائی کے خاندان والوں سے سوال نہ کرے۔ فاسقوں کی دی ہوئی خیرات ہرگز نہ قبول کرے۔ طالب علم کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ صرف ایک ہی گھر کی خیرات پر زندگی گزارے۔

وہ کتب وید کے پڑھنے میں خوب محنت کرے اور استاذ خواہ کہے یا نہ کہے مگر اس کی خدمت و خیر خواہی میں خوشی محسوس کرتا رہے۔

استاذ کے سامنے ادب، خشوع اور چوکس ہو کر کھڑا رہے اور اپنے حواس، زبان اور دل کو قابو میں رکھے رہے۔

اپنے داہنے ہاتھ کو چادر سے نہ ڈھانکے اور اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک استاذ نہ کہے۔

اس کی غذا اپنے استاذ کی غذا سے معمولی ہونی چاہیئے، لباس بھی فروتر ہونا چاہیئے۔ اسے استاد سے پہلے جاگ اٹھنا اور اس کے سونے کے بعد سونا چاہیئے۔

اپنے استاذ کا نام الفاظ احترام سے الگ کر کے نہیں لینا چاہیئے اگرچہ وہ سامنے موجود نہ ہو۔ استاد کی گفتگو اور اس کے

فیشن کی نقلیں نہ کرے اور اُستاد کے ہم مرتبہ لوگوں کے برابر نہ بیٹھے۔ استاد کی غیبت سننے سے اپنے کان بند کرے اور یہ سمجھے کہ جو اس کے اُستاد کی بُرائی کرتا ہے وہ گدھا بلکہ ذلیل کتا ہے۔

اپنے استاد کے اُستاد کا بھی احترام کرے اور اگر طالب علم کا چچا یا اور کوئی رشتے دار اپنے وطن سے اس کے پاس آئے تو اُستاد کی اجازت کے بغیر اسے سلام نہ کرے۔ اُستاد کے خاندان کی ہر عورت کا احترام قائم رکھے بلکہ تمام عورتوں کا احترام کرے اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ اپنی استانی (زوجۂ اُستاد) کے جسم پر تیل ملے یا اپنے ہاتھ سے اسکے جسم یا بالوں کو چھوئے۔ جب شاگرد بالغ ہو جائے اور پردے کی باتوں کا احساس کرنے لگے تو سلام کرتے وقت اُستانی کے قدموں کو ہاتھ نہ لگائے۔

بہتان طرازی اور لوگوں پر اتہامِ بدکاری لگانا عورتوں کا طریقہ ہے لہٰذا طالب علم اس سے بچا رہے۔

عورتیں سب سے بڑا فتنہ (آزمائش و امتحان) ہیں اور ہر اُستاد و شاگرد پران کا جادو چل جاتا ہے خواہ عقلمند ہو یا بیوقوف لہٰذا خالی گھر میں ماں، بہن اور بیٹی کے ساتھ بھی نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ نفسِ امارہ بُرائی ہی کی طرف لے جاتا ہے، خواہ وہ مردِ عالم و عاقل کا نفس ہی کیوں نہ ہو۔

یاد رکھو کہ جس طرح زمین کی مسلسل کھدائی کے بعد ہی پانی نکلتا ہے اسی طرح اُستاد کی مسلسل (شاگردی و) خدمت سے علم حاصل ہوتا ہے۔

حسنات (نیکیوں) میں نیکوکار عورتوں کی اقتدا بھی تو کرو۔

اُستاد بمنزلۂ خدا ہوتا ہے، ماں شاداب کھیتی ہوتی ہے اور باپ خالق، اور بڑا بھائی بمنزلۂ والد ہوتا ہے۔ لہٰذا تم کسی قدر بھی پیچ و تاب کھاؤ لیکن ان چاروں کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتے۔

باپ ماں جو مصیبتیں اپنی اولاد کے لئے جھیلتے ہیں۔ اولاد ان کی سو سال خدمت کر کے بھی تلافی نہیں کر سکتی۔ یہ دونوں انسان کے لئے بمنزلۂ رب تعالیٰ ہیں۔ لہٰذا کبھی بھی ان کی تحقیر نہ کرو۔ ماں باپ اور استاد کی خدمت سب سے بڑی عبادت ہے جو شخص خوش دلی کے ساتھ ان سب کی خدمت کرے وہ دیوتاؤں کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بہشت کی دوامی نعمتیں اسے حاصل ہوتی ہیں اور جو ان سب کے حقوق کو ادا کرے وہ پورا دین حاصل کر لیتا ہے اور جو ان کو دُکھ پہنچائے اسے کوئی عبادت بھی نفع نہیں پہنچا سکتی۔

خوبصورت عورت، قیمتی جواہر، نفع بخش علم، دلی پاکیزگی، بدنی ستھرائی، شیریں کلامی اور مفید صنعتیں ایسی چیزیں ہیں کہ انسان کو جہاں بھی ملیں حاصل کرنی چاہئیں۔

شاگرد جب تحصیلِ علم سے فارغ ہو تو وہ اپنے اُستاد کو سلام کرے، اس کے قدم لے اور اپنی استطاعت کے مطابق بہتر ہدیہ اسے پیش کرے خواہ وہ شاداب زمین ہو یا سونا یا گائے یا گھوڑا یا چھتری یا جوتے یا فرش یا پوشاک یا چادر ہو۔ ان میں سے کوئی ایک چیز ہو یا ساری چیزیں ہوں۔ شاگرد کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اُستاد کی وفات کے بعد اسکے فرزندوں، بیوی اور رشتے داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کرتا رہے۔

ازدواجی زندگی

انسان کتب وید یا علم حاصل کرنے میں جتنی مدت صرف کرتا ہے اس کی مقدار چھتیس[۳۶] سال یا اٹھارہ سال یا نو سال ہے لہٰذا جوان ہیں سے کسی ایک مدت میں وید کی تینوں حصے یا دو حصے یا ایک حصہ ختم کرلے اسے شادی کر لینی چاہیئے اور دینی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

جب وہ اس نئی زندگی میں قدم رکھے تو اپنے استاد کی اجازت سے اولاً غسل کرے اور اسی طبقے کی کسی لڑکی سے وابستہ ہو جس میں وہ پیدا ہوا ہے۔ شادی کے لئے سب سے زیادہ موزوں لڑکی وہ ہے جو نہ اس نوجوان کے باپ کے خاندان سے ہو اور نہ اس کی ماں کے خاندان سے۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل خاندانوں کی لڑکی سے بھی حتی الامکان شادی نہ کرنی چاہیئے۔

جس خاندان کی شہرت و نیک نامی مجروح ہو، جس کے افرادِ ذکور مر چکے ہوں، یا جس کے افراد کے جسم پر بال بہت ہوں، جس کے افراد میں وید کی تعلیم نہ ہوتی ہو۔ جس کے مردوں اور عورتوں میں بیماریاں مثلاً بواسیر، سوئے ہضم، مرگی، برص وغیرہ عام ہوں، تو ایسے خاندان کی لڑکی خواہ بڑی مالدار اور معزز ہو لیکن اس سے رشتہ نہیں کرنا چاہیئے۔

جو عورت زرد فام ہو یا اس کے اعضا معمول سے زیادہ ہوں یا اسے کوئی سخت مرض ہو، یا وہ کوتاہ سر ہو، یا اس کے بال بہت گھنے اور لمبے ہوں یا بکواس ہو، یا کسی ستارے یا درخت یا پرندے یا سانپ یا کسی خوف انگیز چیز کے نام پر اس کا نام ہو تو ایسی کسی عورت سے رشتہ نہیں مناسب ہے بلکہ ایسی عورت کو پسند کرے جس کے اعضا مکمل ہوں، نام میں مٹھاس ہو، چال ہاتھی یا راج ہنس کی طرح مست ہو، دانت خوبصورت ہوں اور بال متوسط درجے کے ہوں۔

اونچے تینوں طبقے کا کوئی آدمی اپنی محبت سے مجبور ہو کر اگر کسی شودر (اچھوت) لڑکی سے شادی کرے گا تو وہ جلد ہی اپنے خاندان کی بربادی دیکھے گا۔

جو عورت چھٹی، آٹھویں، دسویں، بارہویں، چودھویں یا سولہویں شب کو حاملہ ہو تو عموماً وہ لڑکا ہوتا ہے اور پانچویں، ساتویں، نویں، گیارہویں، تیرہویں اور پندرھویں شب کا حمل بیشتر لڑکی ہوتی ہے۔

لڑکی کے باپ کے لئے اپنی بیٹی کو بیاہتے وقت کسی قسم کا مال و متاع قبول کرنا جائز نہیں جو ایسا کرتا ہے وہ گویا اپنی بیٹی کو فروخت کرتا ہے۔ لڑکی کے دوسرے اقربا جو اس کے شوہر کا کوئی تحفہ قبول کرتے ہیں یا اس لڑکی کے مال پر زندگی بسر کرتے ہیں ان کی سزا جہنم ہے۔

جس خاندان کے افراد عورت کا احترام کرتے ہیں انھیں دیوتا اپنی عنایتوں کے لئے خاص کر لیتے ہیں اور جس خاندان میں عورت کی تحقیر ہوتی ہے اس خاندان کی تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

جو خاندان عورت کے آرام کا اہتمام کرتا ہے اسے دیوتا برکت دیتے ہیں اور جو خاندان اپنی عورتوں کو تکلیف میں رکھتا ہے اس کا جلد ہی زوال ہو جاتا ہے۔

دکھی عورت کی فریاد کو دیوتا سنتے ہیں اس لئے جس خاندان میں عورت دکھی ہو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہر شوہر پر اپنی بیوی کو راحت پہنچانا ضروری ہے۔ لہٰذا شوہر اس کے لئے زیور، لباس، غذا وغیرہ حسب استطاعت بہتر سے بہتر مہیا کرے۔

بہت ہی خوش بخت ہے وہ گھر جس میں زوجین باہمی محبت سے رہتے ہوں ۔ اور نہایت درجے بدبخت وہ گھر ہے جس میں زوجین باہمی محبت سے محروم ہوں ۔

جو مسافر کو کھانا نہیں پیش کرتا اسے لوگ اگرچہ زندہ سمجھتے ہوں لیکن دراصل وہ مردہ ہے ۔

کسی گھر کو عمدہ گھانس، سبزی، پانی اور شیریں کلامی سے خالی نہیں ہونا چاہیئے ۔

تمہاری چھت کے نیچے کوئی مسافر بھوکا نہ سونے پائے ۔ اسے خوش دلی کے ساتھ کھلاؤ تو نیک نامی، طول زندگی اور جنت حاصل ہوگی ۔

جو شخص تنہا کھاتا ہے وہ اپنے شکم میں آگ بھرتا ہے ۔ تمہارے کھانے میں دوسرے کا بھی حق ہونا چاہیئے ۔

ایک عاقل برہمن کو کھلانا دس لاکھ بے عقل برہمنوں کے کھلانے سے افضل ہے ۔ جو شخص بیوقوف برہمن کو کھلاتا ہے وہ گویا بنجر زمین میں دانا ڈالتا ہے ۔

جن برہمنوں کا تمہارے کھانے میں کوئی حق نہیں وہ یہ ہیں: چور، فاسق، ملحد، جوئے باز، مختلف حیلوں سے مال گھسیٹنے والا طبیب، گوشت فروخت کرنے والا، جلدی امراض والا، خراب ناخنوں والا، کالے دانتوں والا، استاد کا نافرمان، ناچ کر کمانے والا، ناپاک، نچلے طبقے کی عورت سے شادی کرنے والا، جو اپنی ماں کے شوہر اوّل سے نہ پیدا ہوا ہو، کانا، جس کی عورت نے اسے چھوڑ کر دوسری شادی کر لی ہو، جو معاوضے کر تعلیم دیتا ہو یا معاوضہ دے کر تعلیم حاصل کی ہو، گالی بہت بکتا ہو، بڑا بکواسی ہو، ماں باپ کا اور استاد کا نافرمان، گھروں کو آگ لگانے والا، لوگوں کے لئے زہر کا انتظام کرنے والا، کھاری سمندر میں سفر کرنے والا، دائم الخمر، جذامی، مبروص، فاسقوں کی خیرات قبول کرنے والا، مجنون، نابینا، کتب وید پر تنقید کرنے والا، ہاتھی، بیل یا گھوڑے کو خصّی کرنے والا، علم نجوم کو ذریعۂ معاش بنانے والا، پرندوں کو پالنے والا، فن حرب کا سکھانے والا، کتوں سے کھیلنے والا، کسی باکرہ کی آبروریزی کرنے والا، کسی ذی روح کی جان لینے والا، نامرد، گداگر، بھرے بھرے قدموں والا، جو نیک ناموں میں بدنام ہو ۔

جس طرح آگ گھاس پھوس میں فوراً بجھ جاتی ہے اسی طرح ان مذکورۃ الصدر برہمنوں کو کھلانے کا اجر بھی دیرپا نہیں رہتا ۔

برہمن جس جگہ کھائے اس جگہ سے خنزیر، مرغ، کتے، حائضہ اور نامرد کو دور رکھنا واجب ہے کیونکہ ان میں سے کسی کے لئے بھی برہمن کا کھانا دیکھنا روا نہیں ۔

زندگی چار حصوں میں منقسم ہے ۔ پہلا حصّہ بچپن اور جوانی کا ہے جس میں انسان کو اپنے دین کا علم اور دنیا کمانے کا ڈھنگ حاصل کرنا ہے ۔ دوسرا حصّہ ازدواجی اور تاہلی زندگی کا ہے ۔ تیسرا حصّہ وہ ہے جس میں دنیوی مشاغل کے ساتھ ساتھ ہمہ تن دین کے لئے وقف ہوجانے کی تیاری کی جاتی ہے اور چوتھا یعنی آخری حصّۂ زندگی دنیا سے بالکل کٹ کر عابد اور راہب بن جانا ہے ۔

جو شخص دوسرے یا تیسرے حصّۂ زندگی سے گزر رہا ہو وہ ایسے طریقے سے کسب معاش کرے جس میں کسی ذی روح کو کوئی ایذا

نہ پہنچنے پائے یا کم سے کم اذیت پہنچے۔

دولت پاک طریقے سے کمائے اور اپنی تمام قوتوں کو محض طلب زر میں منہمک نہ کر دے۔

طلب مال میں دروغ اور خوشامد سے کام نہ لے اور اپنے آپ کو مضحکہ روزگار نہ بنائے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سعادت کی بنیاد قناعت ہے اور غم و رنج حرص کا لازمی نتیجہ ہے۔

ناچ، گانے اور جوئے کے ذریعے مال نہ حاصل کرو اور بُرے آدمیوں کی کوئی چیز قبول نہ کرو۔

ہر برہمن کے لئے نفس پر قابو پانا اور دل کو ہوا و ہوس سے پاک رکھنا ضروری ہے۔

دولت بیشک حاصل کرو لیکن حق کے ساتھ، جو دولت تمہیں دید کی تلاوت سے غافل کر دے وہ تمہارے لئے وبال ہو گی۔

جتنی صنعتیں اور فنون نفع بخش ہیں ان کی طرف بڑھتے رہو۔

جو لوگ حقیقت عبادت کو سمجھ کر بھی اسے قائم نہیں کرتے وہ نفس کے پھندے سے کبھی آزاد نہیں ہو سکتے۔

وہ نوجوان طالب علم اور درویش جو خود کھانا نہیں پکا سکتے ان کی مہمان نوازی متاہل شخص کے ذمے ہے جسے اپنی استطاعت کے مطابق اچھے سے اچھا کھانا ان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ اور بیوی بچے کھانے سے فارغ ہو چکیں تو بچا ہوا کھانا دوسرے ذوی الارواح کے آگے رکھ دیں۔

جہاں تک ممکن ہو میلی پوشاک نہ پہنو۔ لباس سفید پہنو۔ ناخن کترواؤ اور بال درویش کو بھی کترواؤ۔

سورج کو غروب ہوتے یا طلوع ہوتے وقت اور نصف النہار کے وقت نظر اٹھا کر نہ دیکھو۔ جب سورج میں گہن لگے تو اس کی طرف براہ راست یا پانی رکھ کر نہ دیکھو۔

جس رسی سے بچھڑا باندھا جائے اس پر سے نہ گزرو، پانی برسنے میں مت چلو اور جس برتن میں پانی بھرا ہو اس پر نظر کر کے اپنا چہرہ نہ دیکھو۔

جب تک تم مغلوب النفس ہو اس وقت تک حائضہ کے قریب بھی نہ جاؤ اور ایک بستر پر عورت کے ساتھ ہو کر رات نہ گزارو۔

جو حائضہ سے پرہیز نہیں کرتا اس کی عقل، رعب، قوت، بصارت اور عمر سب میں کمی آجاتی ہے۔

عورت جب کھا رہی ہو یا چھینکے یا جماہی لے یا خراب حالت میں بیٹھی ہو تو اس کی طرف مت دیکھو۔ اگر وہ سرمہ لگا رہی ہو یا اپنا جسم صاف کر رہی ہو، یا بچہ جن رہی ہو یا برہنہ ہو جب بھی اس کی طرف نہ دیکھو۔

صرف ایک کپڑا پہن کر کھانا کھانا، برہنہ ہو کر غسل کرنا، راستے میں یا راکھ میں یا گایوں کے طویلے میں پیشاب کرنا جائز نہیں۔

کھیتی والی زمین میں، آگ میں، کوڑے پر، منہدم عبادت گاہ میں اور زمین کے اس بل میں جہاں کیڑوں نے اپنا گھر بنایا ہو، پیشاب کرنا جائز نہیں۔

کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو اور ایسے گڑھے میں جہاں ذی روح پناہ لیتے ہوں پیشاب نہ کرو۔ نہر کے کنارے یا پہاڑ کی چوٹی پر بھی اور اگر کوئی

آگ، سورج، پانی، برہمن، گائے اور ہوا (؟) پر نظر جمائے بول براز نہ کرو کیونکہ جو ایسا کرتا ہے وہ عقل سے محروم ہو جاتا ہے قضائے حاجت کے وقت صبح اور شام شمال کی طرف اور شب کو جنوب کی طرف رخ رکھنا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی خوف یا سخت مجبوری ہو تو کسی اور طرف رخ کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

آگ نہ منہ سے پھونک کر بجھاؤ اور نہ اس میں کوئی پلیدی ڈالو اور برہنہ عورت کی طرف نہ دیکھو۔

اپنے بستر کے نیچے آگ نہ رکھو۔ آگ کے اوپر سے کبھی نہ پھلانگو اور اپنے پاؤں سے اسے نہ چھوؤ۔

محض کھیل کے لئے زمین پر لکیریں نہ بناؤ۔ اگر تمہاری گردن میں پھولوں کا ہار پڑا ہو تو اسے اپنے ہاتھ سے نہ اتارو بلکہ کسی دوسرے سے کہو کہ وہ اتار دے۔

پانی میں بول براز، بلغم، خون، زہر اور گندگی نہ ڈالو ۔۔۔ گھر میں تنہا نہ سوؤ۔ اگر کسی ایسے شخص کو جو تم سے علم و شرف میں بڑا ہو سوتا ہوا دیکھو تو اسے مت جگاؤ۔ حائضہ سے اختلاط نہ رکھو۔ اور کسی دعوت میں بے بلائے نہ جاؤ۔

جو گاؤں فاسق و فاجر ہو اور دین کو چھوڑ دینے کی وجہ سے مستحق عذاب ہو گیا ہو وہاں سکونت نہ اختیار کرو۔ تنہا سفر نہ کرو اور پہاڑ پر زیادہ عرصہ قیام نہ کرو۔

ٹھیک صبح کو اور عین شام کے وقت کھانے سے پرہیز کرو اور زیادہ نہ کھایا کرو۔ اگر دن کو زیادہ کھا لیا ہو تو شب کا کھانا چھوڑ دو۔

ایسی تجارت سے بچو جو تمہیں نہ دنیا میں کوئی فائدہ پہنچائے نہ آخرت میں اور چلّو سے پانی نہ پیو۔ میٹھی چیزوں کو اپنی ران پر رکھ کر نہ کھاؤ اور لوگوں کی ٹوہ نہ لیا کرو۔

ناچ گانے سے، مزامیر اور تالیاں بجانے سے، دانت بجانے سے اور گدھے یا دوسرے حیوانات کی بولی کی نقل کرنے سے پرہیز کرو۔

ٹوٹے ہوئے برتن میں یا ایسے برتن میں جس سے تمہیں کراہت آئے کھانا نہ کھاؤ۔

اگر جوتا، چھتری، زیور اور پھولوں کا ہار کوئی دوسرا استعمال کر رہا ہو تو تم اسے استعمال نہ کرو۔

بالوں کو نوچ کر الگ نہ کرو، ناخنوں کو نہ اکھاڑو اور نہ دانت سے کترو۔

یاد رکھو کہ جو شخص مٹی سے کھیلتا ہے، لکڑی کو ناخن سے توڑتا ہے، ناخنوں کو دانتوں سے کاٹتا ہے، لوگوں کی غیبت کرتا ہے اور طاہر رہنے کی کوئی فکر نہیں کرتا تو اس کے لئے جلد ہلاک ہونا مقدر ہو چکا ہے۔

وید کی آیتوں کو قصہ کہانی نہ بناؤ اور انھیں محض قصہ سمجھ کر اطمینان نہ کرو۔ پھولوں کا تاج اپنے سر پر نہ رکھو اور بیل پر سواری نہ کرو۔

دیوار پھاند کر مکان میں نہ داخل ہو بلکہ دروازے سے داخل ہو۔ رات کو درخت کی جڑ کے پاس نہ بیٹھو۔

برہنہ ہو کر نہ سو۔ اگر کوئی چیز کھاؤ تو گھر سے اس وقت تک نہ نکلو جب تک اپنا منہ صاف نہ کر لو۔

گیلے پاؤں کے ساتھ کھانا نوش کرنا اچھی بات ہے مگر گیلے قدموں کے ساتھ سونا ممنوع ہے۔ اور جو شخص کبھی پاؤں دھوئے بغیر کھانا نہیں کھاتا اس کی عمر طویل ہوتی ہے۔

جس شہر سے تم واقف نہ ہو وہاں کا قصد ہی نہ کرو اور جہاں موت کا اندیشہ ہو وہاں جاؤ ہی نہ۔ اپنے بول و براز کو نہ دیکھو اور نہر میں ہاتھوں سے شناوری نہ کرو (۹)

جسے اپنی زندگی دراز کرنے کی تمنا ہے وہ بالوں، راکھ، ہڈیوں، ٹوٹے ہوئے ظروف گلیں، بنولے اور بھوسے وغیرہ پر نہ کھڑا ہو۔ دونوں ہاتھوں سے ایک ساتھ سر کو نہ کھجاؤ اور کسی سے ہاتھ سے سر کو مس نہ کرو۔ جب غسل کرو تو سر کے بالائی حصے سے کف پا تک پانی ڈالو۔

تمہارا غصہ تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم اپنے یا دوسرے کے سر پر ضرب لگانے لگو اور کسی کو سر کے بالوں سے نہ باندھو۔ جب اپنے سر میں تیل لگاؤ تو دوسرے اعضا پر تیل نہ ملو۔

جو بادشاہ کھتریوں کے نسب سے منسوب نہ ہو اس کا صدقہ نہ قبول کرو۔ نیز قصاب، تیلی، مے ساز یا مے فروش، دیوث اور علانیہ فسق و فجور کرنے والی عورت کا صدقہ بھی نہ قبول کرو۔ یہ خوب سمجھ لو کہ بادشاہ اس قصاب سے کہیں زیادہ بدتر ہے جو دس ہزار چوپاؤں کو ذبح کرتا ہے اس لئے اس (بادشاہ) کا صدقہ کبھی عمدہ نہیں ہو سکتا۔ جو شخص ظالم بادشاہ کا صدقہ قبول کرتا ہے وہ اکیس دروازوں سے جہنم میں جائیگا۔ وہ برہمن جن کو آخرت پر یقین ہے بادشاہ کا صدقہ نہیں لیتے۔

فجر اول ہی میں جاگ جانا ضرور ہے پھر جب حاجت ضروریہ اور غسل سے فارغ ہو کر پاک ہو جاؤ تو اللہ کی عبادت کرو اور جتنی توفیق ہو وید کی تلاوت کرو۔ یہ یاد رکھو کہ طول عبادت طول عمر کا سبب ہوتا ہے۔ وید مقدس کی قرأت کے وقت زبان کو بہت جلدی جلدی نہ چلاؤ بلکہ ترتیل کے ساتھ پڑھو۔

اپنے دشمن، دشمن کے دوست، ملحد، چور، غیر کی بیوی، کی صحبت میں نہ رہو اور یہ نہ بھولو کہ انسان کی عمر کو گھٹانے والی کوئی چیز زنا سے بڑھ کر نہیں۔

جو کامل سعادت کا متمنی ہو کسی کھتری، سانپ اور عالم برہمن کی تحقیر نہ کرے اگرچہ وہ بیحد بڈھے اور انتہائی کمزور ہو گئے ہوں، اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھو اگرچہ غریب ہو گئے ہو بلکہ حصول دولت کے لئے از سر نو کوشش کرو۔

بات ایسی کرو جو میٹھی بھی ہو اور حق بھی۔ اگر حق ہو اور میٹھی نہ ہو تو اسے زبان سے نکالو ہی مت، اور میٹھی ہو مگر حق نہ ہو تو اسے بھی زبان پر نہ لاؤ۔ یہ روز مرہ کی زندگی کا قانون ہے۔

اگر تمہیں یہ معلوم ہو کہ لوگ تمہاری نصیحت کو قبول ہی نہیں کریں گے تو انھیں نصیحت ہی نہ کرو۔ کیونکہ ایسی نصیحت تمہارے لئے ہزار فتنے پیدا کرے گی۔

لوگوں کی عیب جوئی نہ کرو اور بڈھے، کریہہ منظر، احمق فقیر اور کانے کا مذاق نہ اڑاؤ۔

اگر تم اوامر دینی پر قائم ہو جاؤ تو نہ تمہیں دیوتا کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ انسان۔

اگر تمہارے گھر کے اندر کوئی بڈھا آئے تو مرحبا کہہ کر اسے سلام کرو اور اپنے بستر پر بٹھاؤ اور اس کے سامنے ادب سے

کھڑے ہو اور جب وہ رخصت ہو تو اسکے ساتھ چل کر مشایعت کا جتنا بہتر سے بہتر فریضہ ادا کر سکتے ہو کرو۔

درازِ زندگی، نیک اولاد اور دوامی دولت یہ سب کچھ حسنِ خُلق پر موقوف ہے۔

اور جس کے اخلاق ہی برے ہوں اس کی شہرت بھی خراب ہو گی، اسے فکریں پریشان رکھیں گی، غم میں گرفتار رہے گا، اور لوگوں میں وہ بہت تھوڑے دنوں زندہ رہے گا اور وہ بھی ذلیل و رسوا ہو کر۔ اور جس کے اخلاق اچھے ہوں، دل پاک ہو اور اچھوں کی صحبت میں رہے تو اس کی عمر سو سال بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو گی۔

اس کام کے گرد نہ ہو جو دوسرے کے اختیار میں ہے بلکہ تم وہی کچھ کرو جو تمہارے اختیار میں ہے۔ جو چیز دوسروں کے قبضے میں ہو اس میں تمہارے لئے کوئی سعادت نہیں۔ ہاں جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اسی میں اپنے لئے سعادت پا سکتے ہو۔

وہی کام کرو جس پر تمہارا دل مطمئن ہو اور ایسا کام ہی نہ کرو جو دل میں خلش پیدا کرے کیونکہ اس میں خیر نہیں ہوتی۔

الحاد، کتبِ مقدسہ کی تنقیص، حسد، کینہ، تہوّر (بے ضرورت مظاہرہ شجاعت) غصے اور انسان کی دشمنی سے بچو۔

کسی شخص کو لکڑی سے نہ مارو اور کسی جسم کو ایذا نہ دو۔ ہاں بچہ اور شاگرد ہو تو شفقتہً اس کی تربیت کے لئے مارنا روا ہے۔

ملاحدہ، بد معاش، قاتل اور دوسرے کے مال کو غصب کرنیوالے کے لئے دنیا اور آخرت میں کوئی راحت نہیں۔

اشرار کا دنیوی اقبال تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے بعض اوقات ان کا شر فوراً ہی نتیجہ نہیں پیدا کرتا لیکن آخر کار اس کا نتیجہ ظاہر ہی ہو کر رہتا ہے اور وہ اپنی تمام نعمتوں سمیت ہلاک ہو جاتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ ہر قسم کے شر سے بچے رہو اور اپنے ہاتھ، پاؤں، زبان، آنکھ اور دل سب کو شر سے محفوظ رکھو۔

اپنی ماں، باپ، بھائی، بہن، فرزند، دختر، زوج اور غلام کسی سے بھی بغض نہ رکھو۔ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اور ان کی اذیتوں پر صبر تمام گناہوں کو دھو دیتا ہے اور عزت و بزرگی پیدا کرتا ہے۔

تمہارا بڑا بھائی تمہارے باپ جیسا رتبہ رکھتا ہے اور اس کا فرزند تمہارا ہی ایک ٹکڑا ہے۔ غلام تمہارا سایہ ہے اور تمہاری بیٹی بے بس ہوتی ہے لہٰذا ان میں سے کسی سے کینہ نہ رکھو۔

جاہل برہمن کو خیرات دینے والا اسی طرح جہنم میں جا گرتا ہے جس طرح پتھر کی کشتی میں سوار ہونے والا سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔

جو فاسق اس لئے روزہ رکھتا ہے کہ اسے متقی سمجھا جائے اسے اس کا روزہ جہنم میں لے جاتا ہے۔

جو شخص کسی کی سواری، پلنگ، کنواں، باغ یا مکان اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرتا ہے اس (ان چیزوں کے مالک) کے گناہوں کے چوتھے حصے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل قسم کے لوگوں کا کھانا کھانا تمہارے لئے جائز نہیں:۔ نشے باز، غصے ور، چور، مغنی، بڑھئی، سود خوار، کنجوس، بیمار، نامرد، معالج، فاسق، دروغ گو، چغلخور، زانی، بانجھ عورت، دشمن جسے شہر بدر کر دیا گیا ہو، مسخرہ (بھانڈ) درزی، محسن کے ساتھ بدی کرنے والا، لوہار، سونار، ہتھیار بیچنے والا، کتوں کی تجارت کرنیوالا، مے فروش، دھوبی، رنگریز اور زن مرید۔

جو شخص کتب وید کی تلاوت کرتا ہے اور جو شخص سُود کھاتا ہے انکے کھانے کو بھی دیوتاؤں نے ناپسند کیا ہے۔
عبادت کے قیام میں سستی نہ کرو۔ اور نفع بخش کنوئیں اور حوض کی کھدائی میں بھی کوتاہی نہ کرو۔
جو شخص زمین، سونا، گھر اور چاندی کو صدقہ کریگا اسے اللہ اسکی جزا میں زمین، درازی عمر، گھر اور چہرے کی خوبصورتی عطا فرمائیگا۔
جو جھوٹ بولتا ہو، تکبر کرتا ہو یا کسی برہمن کی تحقیر کرتا ہو یا اپنی خیرات کو شہرت دیتا ہو اسکے لئے نہ دنیا میں کوئی فلاح ہے نہ آخرت میں۔
نیکیوں کو اسی طرح جمع کرتے چلے جاؤ جس طرح چیونٹیاں اپنی خوراک کیلئے دانہ دانہ جمع کرتی ہیں اور یہ یقین کرو کہ آخرت میں تمہاری ماں، باپ، اولاد اور زوج کوئی بھی کام نہ آئیگا بس وہی نیکیاں نفع پہنچائینگی جو تم نے آگے بھیجی ہیں۔
انسان اکیلا ہی پیدا ہو کر آتا ہے اور اکیلا ہی زندگی ختم کر کے جائیگا۔ جب وہ مر جائیگا تو ہر شئے اسے چھوڑ دیگی اور ہر رشتے دار اس سے الگ ہو جائیگا۔ صرف حسن عمل ہی اس کا ساتھ دے گا۔
کوئی متقی اگر فسق کا جھوٹا اظہار کرے تو اللہ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے۔

طعام حرام

اگر تم یہ پوچھو کہ برہمن کیوں مرتا ہے؟ تو میں تمہیں اس کا جواب دیتا ہوں۔ سنو!:
برہمن اس لئے مرتا ہے کہ وہ تلاوت وید میں سستی کرتا ہے اور جو کچھ اسے نہیں کھانا چاہیئے وہی کھاتا ہے۔
برہمن کے لئے ایسا کھانا جائز نہیں جس میں بودار چیزیں ہوں مثلاً: پیاز، لہسن، اور مولی اس کیلئے ایسے جانور کا گوشت کھانا بھی روا نہیں جو دیوتاؤں کے لئے نہ ذبح کیا گیا ہو۔
اس کے لئے بیانے والی گائے کا دودھ دس دن تک پینا جائز نہیں۔ نیز ایسی اونٹنی، گھوڑی، بکری اور گائے کا دودھ پینا بھی جائز نہیں جو حاملہ ہو، یا اس کا بچہ مر گیا ہو۔ عورت کا دودھ اور کوئی ایسا دودھ بھی جس میں دیر تک رکھے رہنے کی وجہ سے ترشی غالب آگئی ہو درست نہیں۔ ہاں دہی اور اس سے پکا ہوا کھانا جائز ہے۔
شکاری جانور، یا پرندے، جمے ہوئے کھروالے جانور، آبادی میں بسنے والے کبوتر، ٹڈی، پانی میں تیرتی ہوئی بط، پلے ہوئے مرغ، بگلے، طوطے، کوے، پلے ہوئے خنزیر، مچھلی، اژدہے، پانچ ناخنوں والے بندر، گوہ، حریت (ایک قسم کی مچھلی)، کچھوے، وغیرہ کا گوشت حرام ہے۔ اونٹ کے گوشت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور برہمنوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ سرے سے کوئی گوشت ہی نہ کھائیں۔

عورت

اب ہم جو کچھ عورتوں کے متعلق بتاتے ہیں وہ سنو:
عورت کو زندگی میں کوئی اختیار نہیں خواہ وہ کمسن ہو، یا جوان یا بوڑھی۔
لڑکی اپنے باپ کے اختیار میں ہے اور بیوی اپنے شوہر کے اختیار میں۔ اور بیوہ اپنے فرزندوں کے اختیار میں۔

غرض اس کی ہستی مستقل بالذات کبھی نہیں ہوگی -

بیوہ کی بھی مستقل بالذات ہستی نہیں اور وہ اپنے باپ یا بھائی یا فرزند سے الگ نہیں رہ سکتی کیونکہ یہ علیحدگی خود اس بیوہ کیلئے بدنامی کا باعث ہے

عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے گھریلو معاملات میں خوش دلی کے ساتھ اپنے کو مشغول رکھے اور اپنے گھر کو بہتر سے بہتر طریقے پر سنوارنے کی کوشش کرتی رہے۔ اسے یہ حق نہیں کہ اپنے شوہر، باپ، بھائی یا فرزند کے مال کو مسرفانہ طریقے سے خرچ کرے -

عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ باپ کے پسند کئے ہوئے شوہر پر خوش رہے اور ساری عمر اسی شوہر کی خدمت کرتی رہے اور اس کے مرنے کے بعد کسی دوسرے شوہر کا خیال بھی دل میں نہ لائے -

اگر وہ دیکھے کہ شوہر اس کی طرف توجہ نہیں کرتا بلکہ کسی دوسری عورت سے محبت کرتا ہے جب بھی شوہر سے کینہ نہ رکھے اور اس کی خدمت اور رضا جوئی میں کوئی کوتاہی نہ کرے -

عورت کی بہشت شوہر کی خوشنودی سے وابستہ ہے لہذا کوئی بات ایسی نہ کرے جو اس کے شوہر کی مرضی کے خلاف ہو -

اگر اس کا شوہر مر جائے تو اپنے تمام مرغوبات مثلاً لذیذ کھانے، اچھے لباس اور ہر طرح کی زینت کو ترک کر دے اور ساری زندگی بیوہ ہی رہے -

زندگی کا آخری حصہ

اب ہم وہ احکام بیان کرینگے جو ایک مرد کے لئے عمر کے چوتھے اور آخری حصّے کے لئے ضروری ہیں :

جب تم بڑھاپے میں قدم رکھو اور یہ دیکھو کہ تمہاری اولاد اپنے کاروبار کے لئے چلنے پھرنے لگی ہے تو ازدواجی اور تاہلی زندگی سے الگ ہو جاؤ اور اپنی سکونت جنگل میں رکھو -

اپنا سارا مال بیٹے کے حوالے کردو اور جس گھر میں تم نے زندگی گزاری ہے اسے چھوڑ دو - اپنی بیوی کو یا تو اپنے فرزند کی نگرانی میں دے دو یا اسے بھی ساتھ جنگل میں لے جاؤ -

جب جنگل میں سکونت اختیار کرو تو اپنے بال، ڈاڑھی، مونچھیں اور ناخن کچھ نہ کترواؤ -

ہر روز وید کی تلاوت کرتے رہو، نفس پر قابو پیدا کرو، اپنے رشد و ہدایت کی حفاظت کرتے رہو، گرمی اور سردی برداشت کرو، جسمانی خواہشوں کو دباؤ، تمام مخلوق سے بے نیاز ہو جاؤ، غصّے کے وقت حلم اختیار کرو اور تمام ذی روح سے دوستی پیدا کرو، وہاں زمین جو کچھ اگائے یا اچھا درخت جو پھل پیدا کرے وہی تمہاری غذا ہو - اگر کوئی درخت تیل پیدا کرنیوالا ہو تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں -

گوشت اور نشے سے اجتناب کرو -

روزہ یوں رکھو کہ ایک دن روزہ ہو اور ایک دن افطار، ہر روز تین بار یعنی صبح، دوپہر، شام غسل کرو -

درخت سے کوئی پھل نہ توڑو بلکہ خود جو پھل ٹپک پڑے وہی کھاؤ -

موسمی سختیوں کا اپنے آپ کو عادی بناؤ یعنی سخت دھوپ میں بیٹھو، پانی برسے تو آسمان کے نیچے بیٹھے رہو، سردی میں گیلی چادر اوڑھ لو۔

جسمانی راحت کا خیال بھی نہ کرو، تمام لذتوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ بیوی سے محبت نہ کرو، زمین پر سو اور جس جگہ پر تم رہو اس سے کوئی اُنس نہ رکھو۔

عابد برہمنوں سے خیرات طلب کرو۔ یہ تمہارے لئے جائز ہے۔

جنگل میں حیوانات یا پرندے ہوں ان سے کوئی خوف نہ کھاؤ، کیونکہ جس کے شر سے یہ مخلوقات محفوظ رہیں اسے آخرت میں کوئی خوف نہ ہوگا۔

کسی سے مدد چاہنے کا خیال بھی نہ لاؤ بلکہ اللہ پر بھروسہ کر کے تنہا زندگی گزارو۔

تمہارا برتن مٹی کا معمولی سا ہو اور لباس بالکل سستے اور موٹے کپڑے کا ہو۔ استراحت درخت کی جڑ کے پاس ہو اور تمہارا دل اللہ کے ساتھ ہو۔

خدا کی مخلوقات میں کوئی تمیز و تفریق نہ پیدا کرو بلکہ سب کے ساتھ یکساں محبت رکھو، رغبت نہ زندگی کی طرف ہو نہ موت کی طرف، بلکہ اپنے نفس کو اللہ کی رضا کے لئے وقف رکھو، اللہ کے ساتھ تم ایسے فرمانبردار غلام کی طرح رہو جو اپنے آقا کا حکم بجا لانے کے لئے گوش بر آواز رہتا ہے۔

جب چلو تو ایسی احتیاط سے چلو کہ کوئی ہڈی یا بال تمہارے پاؤں کے نیچے نہ آ جائے اور کوئی ذی روح نہ کچل جائے۔ جب پانی پیو تو اس کا لحاظ رہے کہ کسی ذی روح کو نہ نگل جاؤ۔ اپنی زبان کو اس طرح محفوظ رکھو کہ راستی کے سوا اور کوئی بات نہ نکلے، اپنے دل کو پاک اور ستھرے خیالات کی طرف لگائے رکھو۔

بردباری اختیار کئے رہو۔ اگر لوگ تمہارے ساتھ برائی کریں تو تمہیں غصہ نہ آنے پائے۔ اپنی مدافعت بھی نہ کرو، نہ غیبت کرو اور نہ کوسو۔ اگر کوئی تم سے دشمنی بھی رکھے تو تم اس سے عداوت نہ کرو۔

اپنے کھانے کا کوئی اہتمام نہ کرو بلکہ جو کچھ از خود آ جائے اسی پر اکتفا کرو۔ لذیذ غذا سے خوشی نہ ہو اور ردی غذا سے رنج نہ ہو۔

زیادہ نہ کھاؤ۔ چند لقمے جو تمہاری کمر کو سیدھا رکھیں وہی کافی ہیں، اپنا سارا دھیان اللہ کی طرف رکھو اور اپنے وعظ و عبرت کے لئے زمانے کی نیرنگیوں پر غور و فکر کرتے رہو۔

یہ خوب سمجھ لو کہ راہبوں کی سی چادر اوڑھ لینے سے کوئی راہب نہیں بن جاتا۔ راہب (سادھو) وہ ہے جس کے دل میں رہبانیت ہو اور وہ دنیا کی محبت سے خالی ہو۔